شذرات

عرب کی سرزمین میں جب اسلام کا ظہور ہوا تو مکہ میں تین قسم کی سوسائٹیاں تھیں ایک سوسائٹی متنصر تھی جو اپنے مذہب کو چھوڑ کر نصاریٰ ہو گئی تھی یہ سوسائٹی چاہتی تھی کہ عیسائیوں کی حکومت کا غلبہ اور قبضہ ہو ان کی ترقی سے ہم ترقی کریں گے۔ ورقہ بن نوفل اس سوسائٹی کا سربراہ تھا۔ عیسائیوں کا آتش پرستوں سے مقابلہ تھا اور آتش پرستوں کا مرکز ایران تھا۔ مکہ کی دوسری سوسائٹی بڑی تھی اور وہ بت پرست تھے، وہ اپنی ترقی آتش پرست حکومت کی ترقی سے وابستہ سمجھتے تھے۔ ایک تیسری سوسائٹی مکہ مکرمہ میں کم درجہ کی تھی جس کے سربراہ حضرت محمد رسول اللہ تھے ابھی ان کو رسالت نہ ملی تھی۔ ان کے ساتھ اسلام سے پہلے حضرت ابوبکر صدیق رضؓ اور دوسرے اس قسم کے لوگ تھے یہ چاہتے تھے کہ وہ خود ترقی کریں اور ترقی کے بعد دوسری سوسائٹیوں کو شکست دے کر آگے بڑھیں۔ لیکن اس کے لیے ضروری ہے کہ ہمارے پاس کوئی نبی آئے اور دین جدید سے ہمیں آگاہ کرے ہم دینِ حنیف کے قائل ہیں، لیکن اس دین کی صحیح صورت ہمارے پاس موجود نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قیامت تک نبی بنا کر بھیجا ہے اور اس کی امت کو مسلمان کہا گیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے جو نعرہ لگایا وہ هلك قيصر فلا قيصر وهلك كسرىٰ فلا كسرىٰ، یعنی میرے آنے کے بعد قیصر و کسریٰ ہلاک و برباد ہو گئے اس کے بعد چونکہ کی بڑی سوسائٹی تھی۔ اس کا مقابلہ مسلمانوں کے ساتھ شروع ہو گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جو تھوڑی جماعت تھی وہ اکثریت کی طرف سے مظالم برداشت کرتی ہے لیکن ان کے جتنے بھی باہمی فیصلے ہوتے تھے وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کہنے پر فیصل ہوتے تھے کسی دوسرے کے پاس نہیں جاتے تھے۔ گویا یہ بھی ایک قسم حکومت تھی آخر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھیوں کو مدینہ منورہ ہجرت کرنی پڑی اور پھر مدینہ منورہ میں مسلمانوں

کی حکومت قائم ہوگئی ۔ بدر کے مقام پر مدینہ اور مکہ والوں کی باہمی لڑائی بھی ہوئی جس میں مدینہ
کی اقلیت والوں کو فتح حاصل ہوئی ۔ اس سے عرب کے ملنے والے ممالک کا خائف ہونا تو اپنی
جگہ تھا ۔ لیکن اس کا خوف سندھ تک پہنچ گیا ۔ سندھ کے راجا داہر کا باپ مغربی سرحد کی
طرف روانہ ہوا ۔ اس کو مضبوط بنا کر پھر شمالی سندھ کی طرف سرحد کو مضبوط بنانے کے لیے
روانہ ہوا ، اس زمانے میں کابل بھی سندھ میں تھا وہاں تک سرحد کو مضبوط کیا ۔ یہی وجہ ہے
کہ میرے استاد مولانا عبید اللہ سندھیؒ امام ابو حنیفہؒ کو سندھی کہتے ہیں کیوں کہ ان کے دادا
کابل کے تھے اور کابل سندھ میں تھا ۔ اس وقت سندھ کی جاگرافیوں میں کابل کو ملک سندھ میں
بتایا گیا ہے ۔ عرب میں مسلمانوں کا مقابلہ کسریٰ اور قیصر سے شروع ہوا اور ۱۷ سال ہجری میں
دونوں شہنشاہوں کسریٰ اور قیصر کو شکست ہوئی اور فتح مسلمانوں کو نصیب ہوئی ۔ قرآن مجید
کی بڑی سورت بقرہ کے اوائل اس فتح کی طرف "الم" الخ کے حساب سے اشارہ کیا گیا ہے
اسی طرح قرآن مجید میں حروف مقطعات سے مسلمانوں کی فتوحات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے
اور حروف اوائل السور مطبوعہ بھوپال اس کی تاریخ کی کتاب ہے مسلمانوں کی تحریک ایسی تیز
تھی کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے خلافت تک مصر، فلسطین اور عراق مفتوح ہوگئے
اور ان ممالک میں عربی قومیت کے ساتھ عربی زبان کو بھی فتح ہو گئی ۔ فرات سے لے کر نیل تک
یہ دونوں پٹیاں مسلمانوں کے قبضے میں آگئیں ۔ کسریٰ کو تو ایسی شکست ہوگئی کہ ان کی حکومت
نہ رہ سکی باقی عیسائیوں کی عرب سے دور سے بھی حکومتیں تھیں وہ برقرار رہ گئی پھر فرات سے
چل کر آگے بھی مسلمانوں کی فتوحات ہوئیں اور ماوراء النہر کا علاقہ بھی تھا جسے نہر جیحوں کا
علاقہ کہا جاتا تھا ۔ اور ماوراء النہر سے مشہور تھا ۔ اس علاقہ کے رہنے والے ترک نژاد تھے
آگے چل کر ان کی زبانوں میں کچھ اختلاف بھی پیدا ہوا ۔ نہر جیحوں سے نہر سیحوں ہے ۔
اس کو افغانی زبان میں "سین" بھی کہا جاتا ہے اور یہ دریائے سندھ کے نام ہیں پانچ دریا
پنجاب کے اس کے معاون ہیں ۔ یہ سارا علاقہ امام ابو حنیفہؒ کی حکمت اور برکت سے حنفی رہا ۔
فرات سے آگے والا علاقہ ایران کا تھا جہاں اہل بیت کا زیادہ اثر و رسوخ تھا ۔ زیدی حضرت امام
زید کے متبع تھے اور امام ابو حنیفہؒ حضرت زیدؒ کے شاگرد تھے

صاحبزادے امام جعفر سے امام ابوحنیفہؒ کے تعلقات تھے امام باقر کے وہ شاگرد تھے امام جعفر سے بھی امام ابوحنیفہؒ کی یہی نسبت تھی جس کو شیخ الاسلام ابن تیمیہ، امام جعفر سے یہ نسبت نہیں مانتے کیونکہ امام باقر کے زمانہ میں امام ابوحنیفہ کی فتوائیں صادر ہوتی تھیں مگر احناف امام جعفر سے امام ابوحنیفہؒ کی یہ نسبت مانتے ہیں آج تک یہ سارا علاقہ احناف کے زیراثر ہے۔

عیسائیوں نے مسلمانوں کے ساتھ جھگڑا جاری رکھنے کے لیے صلیبی لڑائیوں کا جال بچھایا تھا۔ اور اسی بہانے مسیحیوں اور مسلموں کا جھگڑا ہوتا رہا تھا۔ سلطان صلاح الدین کردی نے مسلمانوں کی طرف سے بڑا کردار ادا کیا۔ فلسطین میں سلطان صلاح الدین کردی کے بڑے آثار تھے میں نے ان کو یہودیوں کے قبضہ سے پہلے دیکھا تھا۔ اور سلطان صلاح الدین کی مزار شام میں مسجد بنی امیہ کے شمال میں دیکھی تھی بہرحال جب مذہبی جوش کا عالم کم ہونے لگا تو سیاست نے مذہب کی جگہ لے لی لیکن مسیحیوں نے اپنے حق میں تو اس رویہ کو بدلا لیکن یہودیوں کو آگے کیا اور وہ مسلمانوں کے آگے آگئے۔ جس کو سب مسلمانوں نے دیکھ لیا ہے اس وقت اکثر عیسائی ان کے مددگار رہیں۔ اقوام متحدہ میں بھی جو فیصلہ ہوتا ہے اس میں اگر کسی مسلم حکومت کے خلاف کوئی فیصلہ ہوتا ہے تو سب مسیحی حکومتیں ایک ہوجاتی ہیں اور پھر دنیا میں ان کا قبضہ ہوتا ہے وہ مسلمانوں کے خلاف کرگزرتے ہیں لیکن اگر اقوام متحدہ کے فیصلے یہودیوں کے خلاف ہوتے ہیں تو یہودی ان کو نہیں مانتے اور ان سے کوئی نہیں پوچھتا، کیوں کہ مسیحی حکومتیں ان کے خلاف کچھ نہیں کہتیں اس وقت بھی اقوام متحدہ کے تقریباً ۳۲ فیصلے ایسے ہیں جو یہودیت کے خلاف ہیں لیکن ان میں کوئی قدم نہیں اٹھایا جاتا۔ عراق کو کویت کے خلاف بھڑکایا گیا، اس میں عراق کی حکومت اگرچہ کویت پر دعوے میں برحق تھی لیکن یہ بہت پرانا مسئلہ تھا اور پھر کویت عراق کا حامی تھا لیکن جھگڑے کے بعد عراق نے فلسطین کو خصم قرار دے کر اس پر بھی بم برسانے شروع کیے جس کا نتیجہ ہمارے سامنے ہے۔ عربوں کی اکثر حکومتیں مسیحیوں کے ساتھ مل گئیں اور یہودیوں سے بھی وہ خاموش رہے مسلمانوں نے یہ سمجھا تھا کہ عراق کے مسئلہ کے بعد یہودیوں کا مسئلہ بھی حل ہوجائے گا اور بیچارے مہاجر فلسطینی مسلمانوں کو اپنے وطن میں رہنے دیا جائے گا اور مسلمانوں کو بھی کم درجہ ہی لیکن حکومت مل جائے گی۔